بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB) Ph: +91-01872-220186,
Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815016879,E-Mail :ansarullah@qadian.in

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16؍ جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

حضرت عمرؓ کے دَورِ خلافت کا ذکر چل رہا تھا۔ آپؓ کا دَورِ خلافت تیرہ ہجری سے تئیس ہجری تک، تقریباً ساڑھے دس سال پر محیط تھا۔ اس زمانے کی فتوحات کی وسعت کے متعلق شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے مفتوحہ علاقوں کا کل رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس مربع میل بنتا ہے۔ ان مفتوحہ علاقوں میں شام، مصر، عراق، ایران، خوزستان، آرمینیا، آذر بائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود ہر فتح کے وقت مسلمانوں میں موجود ہوتے تھے۔ اگرچہ آپؓ باقاعدہ جنگ میں حصّہ نہ لیتے تاہم مدینے سے ہی مسلمان کمانڈروں کو ہدایات بھجواتے رہتے اور روزانہ کی بنیاد پر ان سے آپؓ کی خط وکتابت جاری رہتی اور حضرت عمرؓ نے مدینہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کو اپنے لشکروں کو ترتیب دینے کی ہدایات دیں اور ان کو ان علاقوں کے بارے میں ایسے بتایا اس طرح کی ہدایات دی گویا حضرت عمرؓ کے سامنے ان علاقوں کا نقشہ موجود تھا یا وہ علاقے حضرت عمرؓ کے سامنے تھے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے لشکر تیار کرتا ہوں اور میں نماز میں ہوتا ہوں۔ یعنی آپ اس قدر متفکر ہوتے تھے کہ نماز کے دوران میں بھی اسلامی فوجوں کی منصوبہ بندی کا کام جاری رہتا تھا اس دوران دعا بھی کرتے رہتے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں جابجا نظر آتا ہے کہ آپ کی ہدایات کی پیروی کرتے ہوئے مسلمان فوجوں نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فتوحات حاصل کیں۔

سیّد میر محمود احمد صاحب فتوحاتِ ایران و عراق کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کے عہدِ خلافت میں عراقی افواج کی کمان حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھی لیکن اپنے عہدِ خلافت کے آخر میں آپؓ نے شامی

جنگوں کی اہمیت کے پیشِ نظران کو شام جانے کا حکم دیا اور عراق کی کمان حضرت مثنیٰؓ بن حارثہ کے سپرد فرمادی۔ جب حضرت ابو بکرؓ بیمار ہوئے اور اسلامی فوج کو پیغامات موصول ہونے میں تاخیر ہونے لگی تو حضرت مثنیٰؓ اپنے نائب مقرر کر کے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور وصیت فرمائی کہ ان کی وفات کے معاً بعد مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دے کر ایک لشکر حضرت مثنیٰؓ کے ساتھ روانہ کر دیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ متواتر تین روز تک وعظ فرماتے رہے لیکن لوگ ایران کی شان و شوکت کے سبب خائف رہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ عراق کی فتح حضرت خالدؓ کے بنا ممکن نہیں لیکن چوتھے روز حضرت عمرؓ نے اس زور سے تلقین فرمائی کہ لوگوں کے دل دہل گئے چنانچہ اس ترغیب کے نتیجے میں پانچ ہزار کا لشکر تیار ہو گیا۔

تیرہ ہجری میں ایک جنگ ہوئی جسے جنگ نمارق اور کسکر کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ایرانی دربار رؤساء اور امراء کے باہمی اختلافات کے سبب سے مشکلات کا شکار تھا۔ ایسے میں رستم کی شکل میں ایک نئ شخصیت کا ظہور ہوا جو جلد ہی ایرانی دربار کی طرف سے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا گیا۔ رستم ایک بہادر اور صاحبِ تدبیر انسان تھا جس نے مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں اپنے کارندوں کے ذریعے بغاوت کروادی اور حضرت مثنیٰؓ سے مقابلے کے لیے ایک لشکر روانہ کیا۔ ان حالات میں حضرت مثنیٰؓ نے پیچھے ہٹ جانا ہی مناسب خیال کیا۔ دوسری جانب رستم نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور ایک زبردست لشکر تیار کر کے دو مختلف راستوں سے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ایک لشکر جابان کی قیادت میں کوفے کے نزدیک نمارق مقام پر اترا جبکہ دوسرا لشکر نرسی کی سرکردگی میں کسکر جا پہنچا۔ کسکر کا شہر بغداد اور بصرے کے درمیان دریائے دجلہ کے غربی کنارے پر آباد تھا۔ نمارق میں حضرت ابو عبید اور جابان کے لشکر آمنے سامنے ہوئے اور ایک زبردست معرکہ ہوا جس میں ایرانی لشکر نے شکست کھائی۔ یہاں اسلامی اخلاق کا ایک عالی شان نمونہ یہ دیکھنے میں آیا کہ جابان جسے ایرانی لشکر میں بادشاہ کی سی حیثیت حاصل تھی اس نے گرفتار ہونے پر اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ گرفتار کرنے والے سپاہی اسے پہچانتے نہ تھے خاموشی سے فدیہ ادا کیا اور رہائی حاصل کر لی۔ جب دیگر مسلمانوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے جابان کو دوبارہ گرفتار کر لیا لیکن حضرت ابو عبید نے یہ برداشت نہ کیا کہ ایک شخص جس کو مسلمان سپاہی ایک دفعہ فدیہ لے کر رہا کر چکا ہو اسے دوبارہ قیدی بنایا جائے۔ گویا مسلمانوں نے زبردست جنگی فوائد کے حصول کے لیے بھی اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

معرکہ سقاطیہ تیرہ ہجری میں ہوا۔ نمارق سے شکست کھا کر ایرانی لشکر کسکر کی طرف بھاگا جہاں ایرانی کمانڈر نرسی پہلے سے ایک لشکر لیے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار تھا۔ یہاں سقاطیہ کے میدان میں ایک زبردست معرکے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

جنگِ باروسمایہ بھی تیرہ ہجری کی ہے۔ یہ مقام کسکر اور سقاطیہ کے درمیان تھا جہاں ایرانی جرنیل جالینوس سے مقابلہ ہوا۔ بصرہ اور کوفے کے درمیان کی بستیوں کو ارضِ سواد کہا جاتا تھا اور باروسما اور باقُسیاثا ان بستیوں میں سے دو بستیاں ہیں۔ ابوعبید باقُسیاثا پہنچے اور مختصر لڑائی کے بعد ایرانی افواج نے شکست کھائی۔

دریائے فرات کے کنارے مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگِ جسر تیرہ ہجری میں ہوئی۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت ابوعبید ثقفی تھے جبکہ ایرانیوں کی طرف سے بہمن جاذویہ سپہ سالار تھا۔ مسلمان فوج کی تعداد دس ہزار اور ایرانی فوج تیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی جبکہ ایرانی لشکر میں تین سَو ہاتھی بھی تھے۔ دریائے فرات کے درمیان حائل ہونے کی وجہ سے دونوں لشکر لڑائی سے رکے رہے یہاں تک کہ فریقین کی رضامندی سے دریائے فرات پر ایک پُل تیار کیا گیا۔ جسر، پُل کو کہتے ہیں اور اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگِ جسر کہا گیا۔ پُل کی تیاری کے بعد حضرت ابوعبید نے دریا عبور کر کے اہلِ فارس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اس حملے کے نتیجے میں پہلے تو ایرانی افواج منتشر ہونے لگیں تاہم بہمن جاذویہ نے جب اپنے ہاتھی آگے بڑھائے تو مسلمانوں کی صفیں بے ترتیب ہو گئیں۔ ایسے میں حضرت ابوعبید نے ہاتھیوں کی سونڈیں کاٹ ڈالنے کا حکم دیا اور خود آگے بڑھ کر ایک ہاتھی کی سونڈ کاٹ دی۔ باقی مسلمان لشکر نے بھی اس پر عمل کیا، بڑے زور کا رَن پڑا حضرت ابوعبید کے علاوہ چھ مزید اشخاص اسلامی فوج کا علَم سنبھالتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہوتے چلے گئے۔ آٹھویں کمانڈر حضرت مثنّٰی تھے جنہوں نے اسلامی فوج کو دوبارہ منظم کر کے بھرپور حملہ کیا۔ حضرت مثنّٰی بھی زخمی ہوئے لیکن آپ مردانگی سے لڑتے ہوئے دریائے فرات عبور کر کے واپس آ گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے چار ہزار آدمی شہید ہوئے جبکہ ایرانیوں کے چھ ہزار آدمی مارے گئے۔ اس شکست کے ضرر رساں نتائج سے مسلمان یوں محفوظ رہے کہ ایرانی اراکینِ سلطنت میں باہمی اختلاف پیدا ہو گیا اور بہمن جاذویہ کو واپس جانا پڑا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی جنگ جسر کے بارے میں کچھ بیان فرمایا ہے کہ سب سے بڑی اور ہولناک شکست جو اسلام کو پیش آئی وہ جنگ جسر تھی۔ مسلمانوں کا یہ نقصان ایسا خطرناک تھا کہ مدینہ تک اِس سے ہل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا اب مدینہ اور ایران کے درمیان کوئی روک باقی نہیں۔ مدینہ بالکل ننگا ہے اور ممکن ہے کہ دشمن چند دنوں تک یہاں پہنچ جائے۔ اِس لئے میں خود کمانڈر بن کر جانا چاہتا ہوں۔ باقی لوگوں نے تو اِس تجویز کو پسند کیا مگر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر خدانخواستہ آپ کام آ گئے تو

مسلمان تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ بالکل منتشر ہو جائے گا اِس لئے کسی اور کو بھیجنا چاہئے آپ خود تشریف نہ لے جائیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو جو شام میں رومیوں سے جنگ میں مصروف تھے لکھا کہ تم جتنا لشکر بھیج سکتے ہو بھیج دو کیونکہ اِس وقت مدینہ بالکل ننگا ہو چکا ہے اور اگر دشمن کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو وہ مدینہ پر قابض ہو جائے گا۔

حضرت عمرؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد خطبے کے دوسرے حصّے میں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

مکرم فتحی عبدالسلام مبارک صاحب: آپ کا تعلق مصر سے تھا اور آپ گذشتہ دنوں 75 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے والد نقش بندی طریقے کے پیروکار تھے جن کو 88 برس کی عمر میں بفضل تعالیٰ بیعت کی توفیق ملی۔ فتحی صاحب نے دس سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا، قاہرہ یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔ 1998ء میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے ذریعے احمدیت کی تعلیمات سے تعارف ہوا۔ بھرپور غور و فکر، مطالعے اور دعا کے بعد 2001ء میں حضور علیہ السلام کو بطور امام مہدی قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ فتحی صاحب نے بہت سی علمی خدمات کی توفیق پائی۔ کتب کے تراجم کیے، ایم ٹی اے العربیہ کے پروگراموں میں حصّہ لیا۔ مقامی جماعت میں لمبا عرصہ سیکرٹری تبلیغ رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ، خلافتِ احمدیہ اور قادیان دارالامان سے بہت گہرا عشق رکھتے تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا کہ یدعون لك ابدال الشام و عباد اللہ من العرب۔ یعنی تیرے لیے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہو واللہ اعلم بالصواب۔ حضورِ انور نے فرمایا ہم نے تو دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں بھی عرب جماعتیں قائم ہو رہی ہیں وہاں فتحی صاحب کی طرح عربوں میں مخلصین پیدا ہو رہے ہیں۔

ان کے علاوہ مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ خلیل مبشر احمد صاحب سابق مبلغ انچارج کینیڈا و سیرالیون، مکرمہ سائرہ سلطان صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب، مکرمہ غصون المعاضمانی صاحبہ آف شام کا بھی ذکرِ خیر فرما کر حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔